قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ غَیْرَہٗ.

(متن الترمذي، ٤/٢٩٨: حديث:١٦٦٥)

كتاب الآداب من

رياض الصالحين

سوالاً جواباً اسائمنٹ

للإمام محي الدين يحيى بن شرف النووي الشافعي عليه رحمة الله القوي



مرتب

محمد افضل رضا عطاری

شعبہ

FAIZAN ONLINE ACADEMY

ریاض الصالحین

سوالاً جواباً اسائنمنٹ

مرتب: محمد افضل رضا عطاری باب الِاسلام سندھ

شعبہ : (جامعۃ المدینہ آن لائن بوائز فیضان آن لائن اکیڈمی)

﴾ بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے:''مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔''(ابن عساکر،۹/۳۴۳) ترجمہ: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:''جس نے میری امت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوط تھاما تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔''(مشکوۃ المصابیح ،کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،۱/۵۵، حدیث:۱۷۶)

﴿ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد ﴾

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا تعارُف

نام ونسب:

کنیت:اَبُوزَکَرِیَّا۔لقب : مُحی الدِّین۔نام:یَحْیٰی بن شَرَف بن مُرِی بن حسن بن حسین بن حِزَام بن محمد بن جُمعہ الحِزَامی نَوَوِی حَوَّرانی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی

وِلادت باسعادت وپرورش:

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی ولادت باسعادت مُحَرَّمُ الحَرَام کے درمیانی عشرے میں ۶۳۱ہجری میں دِمَشْق کے ایک علاقے حَوْرَان سے متصل ایک بستی نَوَیٰ میں ہوئی۔ اسی وجہ سے آپ نَوَوِی کہلائے آپ کے آباء و اَجداد حِزَام سے ہجرت کرکے یہاں آباد ہوگئے تھے ۔

تعلیم وتربیت:

شیخ یاسین یوسف مَرَّاکُشِیْ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں : میں نے پہلی مرتبہ یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی کو اس وقت دیکھا جب وہ تقریباًدس برس کے تھے ۔بچے انہیں اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے بُلا رہے تھے لیکن وہ کھیلنے کو تیار نہ تھے۔ جب بچوں نے زبردستی کی تو وہ روتے ہوئے قراٰن پڑھنے لگے ۔ میں نے یہ حالت دیکھی تو ان کے استاد سے ملاقات کی اور کہا :اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے ! امید ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم وزاہدبنے گا اور لوگ اس سے فیضیاب ہونگے ۔ یہ سن کر استاد نے کہا :کیا تم نجومی ہو؟(جو آیندہ کی خبر دے رہے ہو) میں نے کہا: میں نجومی نہیں ہوں بلکہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے کہلوایا میں نے وہی کہاہے۔ اس کے بعد استاد ان کے والد صاحب سے ملے اور انہیں (امام) نووی کے متعلق بتایاتو انھوں نے اپنے فرزند کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی ۔ اوراس بات کی شدید حرص کی کہ میرا بیٹا بالغ ہونے سے پہلے پہلے قراٰن کریم ناظرہ ختم کر لے اور پھر واقعی امام نووی نے بالغ ہونے سے پہلے ہی ناظرہ قراٰن پاک ختم کر لیا ۔

راہ علم میں مشقتیں:

آپ 659ہجری میں دِمشق آئے اور یہاں شافعی مذہب کی کتاب ''تَنْبِیْہ'' ساڑھے چار ماہ میں حفظ کرلی اور شافعی مذہب کے بقیہ مسائل کی کتب اسی سال کے بقیہ حصہ میں پڑھیں۔ آپ دن رات میں مختلف علوم

وفنون کے بارہ(۱۲) اسباق مختلف اساتذہ سے اچھی طرح سمجھ کر پڑھتے ۔ زمانہ طالب علمی میں اسقدر مشقت برداشت کی کہ دو سال تک آرام کے لئے پہلو زمین پر نہ لگایا۔

زُہد و تقویٰ:

آپ صرف ایک مرتبہ عشاء کے بعد تھوڑا سا کھانا کھاتے اور سحری کے وقت صرف پانی پیتے ۔ برف کا ٹھنڈا پانی نہ پیتے حالانکہ وہاں کے لوگوں میں اس کا عام رواج تھا ۔آپ نے بالکل سادہ زندگی گزاری، بہت سادہ موٹا لباس پہنتے ۔ دمشق کے پھل کبھی نہ کھاتے ،جب وجہ پوچھی گئی توفرمایا کہ یہاں کے اکثر باغات اوقاف اور ان اَملاک سے متعلق ہیں جن میں ہر کسی کو تصرف کی اجازت نہیں ہوتی اور یہ پھل شبہ سے خالی نہیں ہوتے پھر میرا دل کیسے گوارہ کر سکتا ہے کہ میں انہیں کھاؤں۔

امام نووی کی چند مشہور کُتُب:

(1)ریاض الصالحین (۲) کتاب الاذکار(۳) شرح البخاری (۴) المنہاج شرح صحیح مسلم (۵)نکت التنبیہ (۶)الایضاح فی مناسک الحج (۷)التبیان فی اٰداب حملۃ القراٰن (۸) تحفۃ الطالب النبیہ (۹) تنقیح شرح الوسیط

وِصالِ پُر ملال:

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ دِمَشق میں گزارا جہاں آپ تعلیم وتصنیف ،نفلی عبادت، تدریس اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف ونَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر(یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) میں مشغول رہے ۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنے آبائی گاؤں نویٰ جانے سے پہلے دمشق میں مدفون اپنے تمام شیوخ واساتذہ کے مزارات پرحاضری دی اور اپنے متعلقین سے ملاقات کی۔ نویٰ جاکر آپ بیمار ہو ئے اور بدھ کی رات 24رَجَبُ الْمُرَجَّب672ہجری میں یہ عظیم مُحدّث اس دنیا ئے فانی میں اپنی زندگی کے تقریباً44سال 6ماہ گزار کر دائمی و اُخْرَوِی منزل کی جانب کوچ کر گئے اور یوں گلشنِ اسلام میں ایک اور گُلِ زیبا کی کمی ہوگئی لیکن اس کی خوشبو سے آج بھی عالَمِ اسلام مُعطَّر ومُعَنْبَر ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسلام کا بہت بڑا سرمایہ تھے۔ آپ کی وفات کا مسلمانوں کو بہت غم ہوا ،اپنے پرائے سب ہی پر اُداسی چھاگئی۔ آپ کا مزار پُر اَنوار آپ کے آبائی گاؤں نَوَیٰ میں ہے ۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدْقے ہم اری بے حساب مغفرت ہو۔

{كتاب الآداب}

سوال: حیا کی تعریف تحریر فرمائیں۔

جواب: اِمام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ السَّلَام نے فرمایا: حقیقت میں حیا ایسی خصلت ہے جو انسان کو بری چیزوں کے چھوڑنے پر اُبھارتی ہے اور کسی حقدار کے حق میں کمی کرنے سے روکتی ہے۔حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی کوتاہیوں کو دیکھنے سے جو حالت پیدا ہو وہ حیا کہلاتی ہے۔

سوال: حیا کب فرض، مستحب اور مباح ہوتی ہے؟

جواب: حیا کبھی واجب وفرض ہوتی ہے جیسے کسی ناجائز وحرام کے ارتکاب سے حیا، کبھی مندوب جیسے مکروہ سے بچنے میں حیا، کبھی مباح کسی مباح شرعی کے کرنے سے حیا۔

سوال: حضورنبی کریم رَءُوْفٌ رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: حیا بھلائی ہی لاتی ہے اس بھلائی سے کیا مراد ہے؟

جواب: اِس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو اس بات سے حَیا کرتا ہے کہ لوگ اسے گناہ اور کسی حرام کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھیں گے تو کیا کہیں گے تو یہ وصف اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بہت زیادہ شرم وحَیا کرنے پر اُبھارے گا اور جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے حَیا کرے گا تو حیا اس کو فرائض ضائع کرنے اور گناہ کرنے سے روکے گی۔یونہی حیا کا بھلائی لانا اس طرح بھی ہے کہ حیا بے حیائی سے منع کرتی ہے، نیکی اورخیر پر ابھارتی ہے جیسے مؤمن کو اس کا ایمان فسق وفجور سے منع کرتا ہے،گناہوں سے دور رکھتا ہے اور نیک کاموں کی ترغیب دلاتا ہے۔

سوال: ایمان کے کتنے شعبے ہیں ان میں اسے افضل اور ادنیٰ درجہ کونسا ہے ؟

جواب: حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زائد شعبے ہیں۔ ان میں سے افضل لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا اور سب سے ادنیٰ درجہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا(بھی)ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

سوال:ایمان کے کوئی سے دس شعبے بیان کریں۔

جواب: (1)اللہ عَزَّوَجَلَّ پر،اس کی ذات وصفات اور اس کی وحدانیت پر ایمان لانا کہ اس کی مثل کوئی نہیں ہے۔(2)اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ سب کو حادِث ماننا(3)اس کے فرشتوں پر ایمان لانا(4)اس کی کتابوں پر ایمان لانا (5)اس کے رسولوں پر ایمان لانا(6)اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا(7)قیامت، قبر کے سوال وعذاب ، میزان عدل قائم ہونے اور پل صِراط سے گزرنے پر ایمان لانا (8) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جنت کے وعدے اور اس میں ہمیشہ رہنے پریقین رکھنا (9)دوزخ کی وعید و عذاب اور اس کی ہمیشگی پرایمان لانا(10) اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنا ۔

سوال: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِھَا فَاِذَارَاٰی شَیْئًا یَکْرَ ھُہُ عَرَفْنَاہُ فِيْ وَجْھِہٖ.مذکورہ حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لفظ خِدْر کی وضاحت کریں۔

جواب: حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے۔جب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو ہم آپ کے چہرۂ انور سے اُسے پہچان لیتے۔

مذکورہ حدیث پاک کے تحت مرآۃ المناجیح میں ہے:"کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھادیا جاتا ہے، اسے اردو میں "مائیوں بٹھانا" کہا جاتا ہے،اس جگہ یعنی

گھر کے گوشہ کو"مائیں" کہتے ہیں عربی میں خِدْر اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے،گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے،کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی،حضور(صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم)کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی۔ حیا انسان کا خاص جوہر ہے،جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ۔

سوال: قیامت کے دن سب سے بدترین شخص کون ہوگا؟

جواب: حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا :"قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بد ترین وہ شخص ہوگا جو عورت سے ہمبستری کرے اور عورت اس کے ساتھ ہم بستر ہو پھر وہ اُس کے راز کی تشہیر کرے۔

سوال:

جواب:اِمَامْ اَبُوْ زَکَرِیَّا یَحْیٰی بِنْ شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ فرماتے ہیں مرد جب اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اس دوران ہونے والی باتیں اور معاملات یونہی ہمبستری کی کیفیت کسی کو بتانا حرام ہےاور جہاں تک صِرف جماع کے ذِکر پر اکتفا کرنے کی بات ہے اگر اس میں کوئی فائدہ اور ضرورت نہ ہو تو ایسا کرنا مروت کے خلاف اور مکروہ ہے۔

سوال: سَیِّدَتُنا حفصہ بنت عمر رَضِیَ اللہ عَنۡھُما کا مختصر تعارف بیان کریں۔

جواب: حضرت سَیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہا کے تعارف میں ہے:"آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کی لاڈلی اور بلند اقبال شہزادی ہیں،آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا کی والدہ کا نام حضرت سیِّدَتُنا زینب بنت مظعون رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا ہے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مقدس زوجہ ہونے کی وجہ سے اُمّ المؤمنین یعنی تمام مسلمانوں کی ماں بھی ہیں ۔رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی

عَنْہَا سے شعبان المعظم تین ہجری میں نکاح فرمایا۔ اس سے پہلے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیِّدُنا خنیس بن حذافہ سہمی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں تھیں جنھوں نے جنگ بدر میں شرکت کی اور بعد ازاں جنگ بدر میں لگنے والے زخموں کے سبب مدینہ منورہ میں شہادت پائی۔

سوال:

جواب: مُفَسِّر شہیر مُحَدِّثِ کَبِیْر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ (رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا) سر سے پاؤں تک ہم شکل مصطفٰے تھیں، آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع حضور کے مشابہہ تھی۔ اللہ نے رسول کی جیتی جاگتی تصویر بنایا تھا۔

سوال:

جواب: پہلی مرتبہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سر گوشی کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام ہر سال ایک یا دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن پاک کا دور کیا کرتے تھے اس مرتبہ انہوں نے دو مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب میرا دنیا سے جانے کا وقت قریب آگیا ہے تو تم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا، میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں۔ میں یہ خبر سن کر روئی جیساکہ آپ نے دیکھا اور جب نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری بے قراری دیکھی تو پھر دوبارہ سر گوشی کرتے ہوئے فرمایا: ''اے فاطمہ! کیا تم مؤمنوں کی عورتوں کی سردار یا اِس اُمَّت کی عورتوں کی سردار ہونے پر راضی نہیں ہو؟ تو میں (یہ سن کر) مسکرائی جیساکہ آپ نے دیکھا۔

سوال:

جواب: جماعت کے سامنے کسی ایک سے راز کی بات کرنا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو منع فرمایا ہے کہ ''ایک آدمی دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے سے سرگوشی نہ کرے۔''تو

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اُس دوسرے آدمی کو خطرہ ہوگا کہ شاید میرے خلاف بات کی جارہی ہے اور جب جماعت کے سامنے کسی ایک سے راز کی بات جائے گی تو پھر خطرہ نہیں ہوگا۔

سوال: منافق کی کتنی نشانیاں ہیں؟

جواب: حضور نبی کریم رَءُوْفٌ رحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:" منافق کی تین نشانیاں ہیں : (1) جب بات کرے توجھوٹ بولے (2) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرےاور (3) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے توخیانت کرے۔

سوال:

جواب:نِفاق کی اقسام:فقیہِ اعظم حضرت علامہ و مولانا مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں:"نفاق کی دو قسمیں ہیں:ایک نِفاق فی الْاِعتِقاد کہ جو زبان سے اپنے کو مسلمان کہے اور دل میں کفر رکھے۔ دوسرے نِفاق فی الْعَمَل اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کام کرے جو مسلمانوں کے شایانِ شان نہ ہو منافقین کے کرتوت ہوں جیسے یہ تینوں عیوب۔(تو)جو مسلمان اِن کا مرتکب ہو وہ نفاق فی العمل کا مرتکب ہے۔"

سوال: نرا منافق کون ہے؟

جواب: جس میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ نِرا منافق ہوگا۔(1)جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے (2)جب بات کرے توجھوٹ بولے (3)جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرےاور(4)جب جھگڑے تو گالیاں بکے۔

سوال:قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ۔

مذکورہ حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے مختصر شرح بیان کریں۔

جواب:رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:”جہنم سے بچواگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو،اگر یہ نہ پاؤ تو اچھے کلمے کے ذریعے بچو۔

اچھے کلمے سے مراد:دلیل الفالحین میں ہے:یعنی عمل صالح اِختیار کرکے اور صدقہ دے کر جہنم سے بچو اگرچہ (راہِ خدا میں) کھجور کاایک ٹکڑا دے کر ہی ہو۔اگر (راہِ خدا میں دینے کے لیے)کوئی چیز نہ پاؤ جس کے ذریعے اپنے کو جہنم سے بچا سکو تو اچھی بات کہہ کر مسلمان کا دل خوش کرو اور جہنم سے نَجات حاصل کرو۔

سوال:اچھی بات کہناصدقہ کیسے؟

جواب:اچھی بات کا صدقہ ہونا اِس اِعتبار سے ہے کہ جب آدمی کسی کو(صدقے کی نیت سے) مال دیتا ہے تو اُس سے اُس کا دل خوش ہوتا ہے اوراُس کے دل میں اِس کے خِلاف جو بات ہوتی ہے وہ نکل جاتی ہے اور اچھی بات کہنے میں بھی یہی ہوتا ہے۔(کہ اِس سے سامنے والے کے قلب میں خوشی داخل ہوتی ہے اور باہَمی بُغض و عداوت دُور ہوتی ہے تو اِس اِعتبار سے اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہوئی۔

سوال: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔ مذکورہ حدیث کا ترجمہ کریں ۔

جواب: رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا:”کسی نیک کام کو ہرگزحقیرنہ جانو اگرچہ وہ تمہارا اپنے بھائی سے خَندہ پیشانی سے مِلنا ہی کیوں نہ ہو۔“

سوال: حضور نبی کریم ﷺ جب کوئی بات کرتے تو کتنی مرتبہ دہراتے تھے اور جب سلام کرتے تو کتنی مرتبہ کرتے تھے؟

جواب: حضورنبی کریم رَءُوْفٌ رحیم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کوئی بات اِرشاد فرماتے تو اُسے تین بار دُہراتے تاکہ اُسے سمجھ لیا جائے اور جب آپ کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے اور اُنھیں سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے۔

سوال:آپ ﷺ اپنی بات کو تین مرتبہ کیوں دہراتے تھے؟اور تین بار سلام کرنے کی کیا حکمت تھی؟

جواب: عَلَّامَہ مُلَّا عَلِی قَارِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْبَارِی فرماتے ہیں:''لوگوں کی ذِہنی صلاحیت مختلف ہوتی ہے، بعضوں کی ذِہنی اِستِعْداد اَعلٰی قِسم کی ہوتی ہے ،بعضوں کی مُتَوَسِّط اور بعضوں کی اَدنٰی دَرَجے کی، تو ہوسکتاہے اِسی لیے آپ تین مرتبہ بات دُہراتے ہوں۔

تین بار سلام کرتے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سلام اجازت حاصل کرنے کا،دوسرا ملاقات کا،تیسرا رخصت کا۔

سوال:رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی کیفیت بیان کریں:

جواب: حُضورِ اَنور(صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا کلام شریف نہ تو لگاتار ہوتا تھا نہ جلد جلد بلکہ ایک جُملہ پر رُک جاتے تھے تاکہ سننے والا غور کرکے سمجھ لے اور ہر جُملے کے کلِمات بھی بَہت آہستگی سے اَدا ہوتے تھے کہ ہر کلمہ دل میں بیٹھ جاتا تھا کیونکہ حُضور اَنور کا ہر کلمہ تبلیغ کے لیے ہوتا تھا،اگر حُضور جلد یا مُسلسل یا بَہت زِیادہ کلام فرماتے تو لوگ بُھول جاتے، آپ کا کلام نہایت جامع مگر مختصر ہوتا تھا کہ حضراتِ صحابہ (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان)قرآن کی طرح اُسے یاد کرلیتے تھے وہ ہی حدیث کی شکل میں جمع ہوگیا،اُسی کلامِ مُبارَک سے آج دِین قائم ہے،اُسی کلامِ مُبارَک سے قرآن سمجھ میں آرہا ہے۔

سوال: عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللہِ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ:اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ:لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. ترجمہ کریں۔

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا جَرِیر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَجَّۃُ الوَدَاع کے مَوقع پر مجمع سے اِرشاد فرمایا: ”لوگوں کو خاموش کراؤ۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”(اے لوگو!) میرے بعد تم کافر نہ ہوجانا کہ ایک دُوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

سوال: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت کیا ہے؟

جواب: آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت مبارک ابو عبد الرحمٰن ہے۔

سوال: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روزانہ وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ ہر جمعرات ہمیں وعظ و نصیحت فرماتے تھے، ایک شخص نے عرض کی: اے ابو عبد الرحمٰن! میری تَمَنَّا یہ ہے کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ و نصیحت فرمایا کریں۔ حضرتِ سَیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میرے لیے اِس میں رُکاوٹ یہ ہے کہ میں تمہیں اُکتاہَٹ اور مَلال میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، میں وعظ و نصیحت میں تمہارا ویسا ہی لِحاظ رکھتا ہوں جیسا نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکتاہٹ اور مَلال کے خوف سے ہمارا لِحاظ رکھتے تھے۔

سوال: اِنَّ طُوْلَ صَلَاۃِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِہٖ مَئِنَّۃٌ مِنْ فِقْہِہٖ فَاَطِیْلُوا الصَّلَاۃَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَۃَ۔ ترجمہ کریں

جواب: مَرد کا نَماز کو لمبا کرنا اور خطبہ مختصر کرنا اِس کے دانا ہونے کی عَلامت ہے، لہٰذا نَماز لمبی اور خطبہ مختصر کرو۔

سوال: اقامت کے وقت نماز کے لیے تیز چل کر آنے کو کیوں منع کیا گیا؟

جواب: اِقامت کے وَقْت تیز چل کر آنے سے اِس لیے مَنْع کیا گیا کہ جب اِقامت ہورہی ہوگی تو تیز آنے والا نَماز میں اِس حالت میں داخل ہوگا کہ دوڑنے کی وجہ سے اس کا سانس پھُول رہا ہوگا تو اَیسی حالت میں اسے کامل خشوع حاصل نہیں ہوگا اِس کے بَرعکس اگر وہ اِقامت سے پہلے آئے گا تو اِقامت شُروع ہونے سے پہلے اُسے آرام مل جائے گا۔ نَماز کے لیے تیز چل کر آنا اِس لیے ممنوع ہے

کہ یہ خُشُوع کے مُنافی ہے اور تیز نہ چلنے سے قَدَم زِیادہ بنتے ہیں اور یہ عمل پسندیدہ اور شریعت کو مَطلوب ہے کہ (نَماز کے لیے باوُضو ہو کر جانے میں) ہر قدَم پر ایک دَرَجہ بلند ہوتا ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے عرَفات سے مُزْدَلِفَہ کی طرف رَوانہ ہوتے وَقت کس چیز کا حکم فرمایا؟ نیز مزدلفہ میں رات گزارنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مَیدانِ عرَفات سے مُزْدَلِفَہ کی طرف رَوانہ ہوتے وَقت سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نےاِطمینان و سُکون اِختیار کرنے کا حکم اِرشاد فرمایا اور مُزْدَلِفَہ کی طرف رَخْتِ سفر عبادت کی اَدائیگی کے لیے باندھا جاتا ہےکہ مُزْدَلِفَہ میں رات گُزارنا سُنَّتِ مُؤَکَّدَہ ہے اوراِس میں ٹھہرنا واجِب ہے۔

سوال: حدیث مبارکہ کی وزنی میں بیان کریں کے جو شخص اللہ عزوجل اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ کیا کام کرے؟

جواب: جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قِیامت پر اِیمان رکھتا ہے وہ مہمان کی تعظیم کرے اور جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قِیامت پر اِیمان رکھتاہے وہ صِلَہ رَحْمی کرے اوربجو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور قِیامت پرایمان رکھتا ہےوہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

سوال: مہمان کی تعریف و مہمان نوازی کا حکم بیان کریں۔

جواب: مُفَسِّرشہیر مُحَدِّثِ کبیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ہمارا مہمان وہ ہے جو ہم سے مُلاقات کے لیے باہَر سے آئے خَواہ اُس سے ہماری واقِفِیَّت پہلے سے ہو یا نہ ہو۔ جو ہمارے اپنے ہی مَحَلّہ یا اپنے شہر میں سے ہم سے ملنے آئے دو چار مِنَٹ کے لیے وہ مُلاقاتی ہے، مہمان نہیں، اُس کی خاطِر تو کرو مگر اُس کی دعوت نہیں ہے اور جو نا واقِف شخص اپنے کام کے لیے ہمارے پاس آئے وہ مہمان نہیں جیسے حاکم یا مُفْتی کے پاس مُقَدَّمہ والے یا فَتویٰ والے آتے ہیں، یہ حاکم کے مہمان نہیں۔

حکم: جُمہورعُلَماء رَحِمَہُمُ اللہ کے نزدیک مہمان کی ضِیافت کرنا سُنَّت (مُؤَکَّدَہ) ہے۔

سوال: مہمان نوازی کی مُدّت کتنی ہے؟

جواب: عَلَّامَہ خَطَّابِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی فرماتے ہیں: میزبان ایک دن رات مہمان کے لیے (کھانے پینے کی چیزوں میں) تکلُّف کرے اور اُس کے ساتھ زِیادہ نیکی کرے اور بعد کے دو دن میں (بِلا تکلُّف و اِہتِمام) اُس کے سامنے جو حاضِر ہو (یعنی گھر میں جو کھانا بنا ہو) پیش کردے اور جب تین دن گزر جائیں تو مہمان کا حق گزر گیا اور جب اِس سے زِیادہ اُس کی ضِیافت کرے گا تو وہ صَدَقہ ہوگی۔

سوال:

جواب: مہمان کے لیے کسی شخص کے پاس تین دن سے زِیادہ ٹھہر کر اُسے گُناہ میں مبتَلاکر دینا جائز نہیں ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس کے زِیادہ قِیام کی وجہ سے میزبان اُس کی غیبت کرنے لگتا ہے یا ایسے کام کرتا ہے جس سے مہمان کو اَذِیَّت پہنچتی ہے یا میزبان، مہمان کے مُتَعلِّق بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ اُس وَقت ہے جب خود میزبان مہمان سے زیادہ قِیام کے لیے نہ کہے اور جب میزبان خود مہمان سے زِیادہ قِیام کی خواہش کرے یا مہمان کو (کسی قَوِی قرینے سے) اِس کا عِلم یا گُمان ہوکہ اس کا ٹھہرنا میزبان کو برا نہیں لگے گا تو تین دن سے زیادہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مُمانَعت اِس وجہ سے تھی کہ اُس کے زِیادہ قِیام کی وجہ سے میزبان گناہ میں مبتلا ہو جائے گا اوریہ وجہ خَتْم ہوچکی ہے اور اگر مہمان کو شک ہو کہ پتا نہیں میزبان اِس کے زِیادہ قِیام پر خوش ہے یا نہیں؟ تو اِس حدیث کے ظاہِر کی وجہ سے میزبان کی اِجازت کے بغیراِس کا زِیادہ قِیام کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سَیِّدَتُنا خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو کس چیز کی خوشخبری دی؟

جواب: نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدَتُنَا خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو جنت میں موتی سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دی جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ ہی تھکاوٹ۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ کسی لشکر کو رخصت فرماتے تو کیا ارشاد فرماتے؟

جواب: حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن یزید خطمی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب کسی لشکر کو رخصت کرنا چاہتے تو فرماتے: "میں تمہارے دِین، تمہاری امانت اور تمہارے آخری اَعمال کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سُپرد کرتا ہوں۔

سوال: نمازِ استخارہ کا طریقہ بیان کریں۔

جواب: جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے:" اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَاالْاَمْرَ خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ عَاجِلْ اَمْرِيْ وَاٰجِلْهُ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَاالْاَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ عَاجِلْ اَمْرِيْ وَاٰجِلْهُ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ.''علامہ ابنِ عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی فرماتے ہیں: حدیث میں وارد اس دعامیں " ھٰذَا الْاَمْرَ"کی جگہ اگر وہ چاہے تو اپنی حاجت کا نام لے۔یعنی اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنے کام کا نام لے مثلاً ھٰذَا السَّفَرَ یا ھٰذَا النِّکَاحَ یا ہٰذِہِ التِّجَارَۃَ یا ہٰذَا الْبَیْعَ کہے اور اگر عربی نہیں جانتا تو" ھٰذَا الْاَمْرَ" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے اور دھیان دے جس کیلئے استخارہ کررہاہے۔

سوال: اِشارہ کیسے ملے گا؟

جواب: بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر سوتے وَقت دو رَکعتیں پڑھ کر یہ دعا پڑھے پھر با وضو قبلہ رُو ہو جائے تو اگر خواب میں سبزی یا سفید جاری پانی یا روشنی دیکھے تو کامیابی کی علامت ہے اور اگر سیاہی

یا گدلا پانی یا اندھیرا دیکھے تو ناکامی اور نا مُرادی کی علامت ہے۔سات روز یہ عمل کرے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس دوران میں خواب میں اِشارہ ہو جائے گا۔

سوال: نمازِاِستخارہ میں کونسی سورتیں پڑھی جائیں

جواب: مُستحب یہ ہے کہ دُعائے استخارہ کے اوّل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دُرود شریف پڑھے۔نفل کی پہلی رَکعت میں ﴿قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ دوسری میں ﴿قُلْ ھُوَ اللہُ﴾ پڑھے۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ سے کس راستہ سے نکلتے اور داخل ہوتے تھے ؟

جواب: نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مدینہ منورہ زَادَھَا اللہ شَرَفاً وَتَعْظِیماً سے باہر جاتے تو مسجد ذوالحلیفہ کا راستہ اختیار فرماتے اور جب واپس تشریف لاتے تو مسجد مُعرَّس کی طرف سے آتے۔اسی طرح مکہ مکرمہ زَادَھَا اللہ شَرَفاً وَّتَعْظِیماًمیں "ثنیہ عُلْیا" یعنی دو پہاڑوں کے درمیان بلند راستے سے داخل ہوتے جسے حَجُونکہا جاتاہے اور باہر جانے کے لئے "ثنیہ سُفْلیٰ" یعنی دو پہاڑوں کے درمیان نشیبی راستہ اختیار فرماتے جسے شُبَیْکَہ کہا جاتا ہے اور جاتے ہوئے بلند راستہ اختیار کرنے کی وجہ بلند مقام (یعنی مکہ مکرمہ) کی طرف آنے کا قصد تھا ۔

سوال: رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں کس جانب سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے ؟

جواب: اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں:" رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے،(جیساکہ)اپنی طہارت میں، کنگھی کرنے میں اور نعلین مبارک پہننے میں۔

(تمت بالخیر)